روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 9 مارچ 2013ء 26 ربیع الثانی 1434 ہجری 9 امان 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 56

دلبر کا خط

وفادار عاشق کا ہے یہ نشاں
کہ دلبر کا خط دیکھ کر ناگہاں
لگا تا ہے آنکھوں سے ہو کر فدا
یہی دیں ہے دلدادگاں کا سدا
مگر جس کے دل میں محبت نہیں
اُسے ایسی باتوں سے رغبت نہیں

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہوکر واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن ''سراغ رساں'' گروہ نے آپ کی ''خفیہ سازش'' کو بھانپ لیا یعنی ''انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّٰی پر رونق افروز ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ ''یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔''
(تاریخ احمدیت جلد 1 ص 85)

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ ''آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔''
(سیرت المہدی جلد 3 ص 93)

حضرت میاں سانولا پٹھانہ ضلع پونچھ کے رہنے والے تھے وہ بیمار ہو گئے اور جوڑوں میں درد ہو گیا۔ اتفاق سے کوئی احمدی ملا جس نے قادیان جا کر حکیم مولوی نورالدین سے علاج کرانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ چار ماہ چھٹی لے کر قادیان میں رہے۔ جہاں علاج بھی کرایا اور حضرت مسیح موعود کی مجلس میں شامل ہوتے رہے۔ آپ نے دیکھا کہ تقریر کرتے ہیں تو پٹوں پر ہاتھ مارتے اور زبان سے اڑ کر بولتے ہیں انہوں نے یہ امام مہدی کی علامت سنی تھی۔ جب اسے ہو بہو مرزا صاحب میں دیکھا تو آپ کی صداقت کا یقین آ گیا۔ حضور جب بیت مبارک میں رات کو نماز پڑھنے کے لئے آتے تو وہ بھی اسی بیت الذکر میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ گھنٹے دو گھنٹے نماز میں کھڑے رہتے جب سجدہ میں جاتے تو دو دو گھنٹے سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ کے وقت ان سے ایسی آواز نکلتی جیسے ابلتی ہوئی ہانڈی سے نکلتی ہے۔ سجدے کی جگہ روتے روتے تر ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر انہیں یقین آ گیا کہ یہ شخص سچا ہے۔ تب انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت کشمیر ص 67)

حضرت مسیح موعود کا نمونہ

ایک دفعہ آپ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے پانچ سو روپے قرض لیا تو اس کے بعد آپ نے ان کو خط لکھا اس میں لکھا کہ ''باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپے آں محبّ کا قرض دینا ہے، مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضے کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے تا حتی الوسع اس کا فکر رکھ کر توفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں (یعنی قسطوں میں بھیج دوں) امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں تا میں اس فکر میں لگ جاؤں کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔''

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 448)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

عطیہ برائے گندم

ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت احمدیہ حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔ جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ نمبر 455003 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم دفتر جلسہ سالانہ ربوہ)

مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب

جماعت احمدیہ سرینام کا 33واں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ جماعت احمدیہ سرینام کو اپنا 33واں جلسہ سالانہ مورخہ 30 نومبر اور یکم دسمبر 2012ء بروز جمعہ ہفتہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تیاری

جلسہ کی باقاعدہ تیاری ایک ماہ قبل شروع کی گئی۔اس جلسہ کیلئے ''آنحضرت ﷺ کا مخلوق خدا پر احسان اور آپ کی سچی محبت'' کا عنوان چنا گیا۔

جلسہ کیلئے دعوت نامہ اراکین پارلیمنٹ، مذہبی جماعتوں، عمائدین شہر اور میڈیا کے نمائندوں تک پہنچایا گیا۔جلسہ کی تیاری کیلئے متعدد وقارعمل ہوئے۔جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کی گئی اور چھ مربع میٹر کا ایک اضافی ٹینٹ لگوایا گیا۔

جلسہ کے موقعہ پر پہلی دفعہ چار بچوں کو سیرت النبی ﷺ کے مختلف واقعات پر مبنی تقاریر تیار کروائی گئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم احسان اللہ مانگٹ صاحب مربی انچارج گیانا جلسہ میں شمولیت کیلئے جمعہ کی سہ پہر تشریف لائے۔جماعت گیانا کا تین رکنی وفد بھی ان کے ہمراہ تھا۔

جلسہ کا پہلا روز

مورخہ 30 نومبر کو صبح نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا گیا۔نماز جمعہ کے بعد لجنہ کی ایک ٹیم نے مہمانوں کیلئے کھانا تیار کیا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم صدر صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کے مقاصد بیان کئے۔پہلی تقریر میں خاکسار نے آنحضرت ﷺ کا اعلیٰ وارفع مقام بیان کیا۔پھر دو بچوں نے سیرت النبی ﷺ کے واقعات کے حوالے سے تقریر کی۔اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔پھر دو بچوں نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف واقعات بیان کئے۔آخر میں خاکسار نے حاضرین کو دوران سال جماعت سرینام کے نمایاں کاموں کی تفصیل سے آگاہ کیا۔

گیانا سے آنے والے مہمانوں کی سہولت کیلئے تمام تقاریر کا انگریزی میں ترجمہ تیار کیا گیا تھا، جو انہیں ساتھ ساتھ دیا جاتا رہا۔اختتامی دعا محترم احسان اللہ مانگٹ صاحب نے کروائی۔جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔پہلے دن جلسہ افراد جماعت کیلئے مخصوص تھا اور حاضری ایک سو تھی۔

جلسہ کا دوسرا دن

مورخہ یکم نومبر کو بھی نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور محترم احسان اللہ صاحب نے نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا۔دوسرے دن مختلف مہمانوں کی آمد کے پیش نظر محترم رفیع احمد علی جان صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ قریباً 275 افراد کیلئے کھانے کی تیاری شروع کی، نیز بیت الذکر کے علاوہ قریب کی جگہوں پر پارکنگ کا انتظام کیا گیا۔جماعت کی طرف سے شائع شدہ تراجم قرآن مجید کی نمائش قرینے سے لگائی گئی اور دوسری طرف بک سٹال لگایا گیا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا احسان اللہ مانگٹ صاحب نے آنحضور ﷺ کی بچوں سے شفقت کے حوالے سے کی۔

دوسری تقریر محترم فرید جمن بخش صاحب کی تھی، جنہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کے اکثر حصے اپنی تقریر میں پیش کئے۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کے اعلیٰ وارفع مقام کے حوالے سے جماعت احمدیہ کا موقف حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

تعلیمی ایوارڈز

خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی دفعہ جماعت کے 15 بچوں کو مختلف گریڈز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر تعلیمی ایوارڈز دئے گئے۔اس مقصد کیلئے ایک دیدہ زیب سرٹیفکیٹ اور پھولوں کا گلدستہ تیار کروایا گیا۔اور 50 سے 150 سرینامی ڈالر تک نقد دیئے گئے۔گیارہ بچے اور بچیاں ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کلاسوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور باقی چار بھی نمایاں پوزیشن کے ساتھ کامیاب ہوئے۔جماعت کے دو بزرگان نے بچوں کو اور لجنہ کی دو ممبرات نے بچیوں کو ایوارڈز دیئے۔

مہمانوں کی تقاریر

تعلیمی ایوارڈز کی تقریب کے بعد مہمانوں کو سٹیج پر بلانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔سب سے پہلے پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر راجکمار رنجیت سنگھ (Mr.Radjkoemar Randjietsing) کو تقریر کی دعوت دی گئی، جو ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی (VHP) کے صدر مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کی نمائندگی میں اپنے ساتھی رکن پارلیمنٹ مسٹر گنیش کمار کندھائی کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔موصوف خود اس پارٹی کے نائب صدر اور ملک کے تجربہ کار سیاست دانوں میں سے ہیں اور متعدد دفعہ وزیر بھی رہ چکے ہیں۔انہوں نے کہا کہ میں نے سارا پروگرام توجہ سے سنا ہے اور نوٹس بھی لئے ہیں۔میں بانیان مذاہب اور خاص طور پر حضرت محمد ﷺ کی عزت کے حوالے سے آپ کی جماعت کے موقف کی قدر کرتا ہوں اور ہم سب کو اس نمونہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنے نبی ﷺ کی ذات اور ان کے مقام کو جس انداز سے پیش کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے۔ ساتھ ساتھ انہوں نے دونوں مقررین کی تقاریر کے مختلف نکات کا حوالہ بھی دیا۔

اس کے بعد بہائی کمیونٹی کی نمائندہ خاتون مسز میاں سترنجلز کویک (Mrs.Mia Stregels Quik) نے جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں اس پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی گئی، پھر رسول کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے حوالے سے جماعت کے موقف کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہم سب کو اس حوالے سے انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہئے۔

اس کے بعد آریہ سماج کے نمائندے مسٹر گنگا دین (Gangadien) سٹیج پر آئے اور ایک پُرامن معاشرے کے قیام کیلئے مذہبی رواداری اور بھائی چارے کے قیام پر زور دیا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اتنے مفید پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔

اس کے بعد ایک غیر سرکاری تنظیم کلچرل یونی سرینام (Culturele Unie Suriname) کے صدر مسٹر اشون آدھن (Mr.Ashwien Adhin) کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔موصوف نے ہالینڈ سے ٹیلی کمیونیکیشن میں انجینئرنگ کی ڈگری لی اور اس وقت یونیورسٹی آف سرینام میں لیکچرار اور مختلف پروجیکٹس کے مینیجر بھی ہیں اور اسی مضمون میں پی ایچ ڈی بھی کر رہے ہیں۔انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز حضرت مسیح موعود کی ذات سے کیا اور بتایا کہ امسال جنوری 2012ء میں مجھے اس جماعت کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی کتاب تحفہ دی گئی تھی۔ یہ ایک بہترین کتاب ہے جو مجھے پڑھنے کا موقعہ ملا۔اس کتاب کو پڑھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی اعلیٰ پائے کے مصنف اور فلاسفر تھے۔اور اس کتاب میں انہوں نے خَلق اور خُلق کی جو تشریح بیان فرمائی ہے وہ بہت ہی لطیف اور روحانی معارف سے پُر ہے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے آپ بہترین انسان بن سکتے ہیں اور ہم سب کو مل کر ایسے معاشرے کے قیام کیلئے کوشش کرنی چاہئے جہاں بااخلاق انسان رہتے ہوں۔

اس کے بعد موصوف نے چند دن قبل دیوالی کے موقعہ پر جماعت کی طرف سے پیش کئے گئے سوینیئر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تنظیم کی پچاس سالہ تاریخ میں یہ پہلی جماعت ہے جس نے ہمارے تہوار پر ہمیں رواداری، بھائی چارے اور پُرامن معاشرے کے قیام کیلئے مل کر کام کرنے کی پیشکش کی۔ہم اس جماعت کے جذبے کی قدر کرتے ہیں اور میں اپنی تنظیم کی طرف سے تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد محترم محمد علی صاحب نے گیانا اور محترم غفار ننھے خان صاحب نے ہالینڈ جماعت کی طرف سے مبارکباد کا پیغام دیا اور جماعت سرینام کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

اختتام اور تاثرات

آخر پر خاکسار اور محترم صدر صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور خاکسار نے اختتامی دعا کروائی۔ حاضرین کی خدمت میں باوقار طریق سے عشائیہ پیش کیا گیا۔

جلسہ کے دونوں دن سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم ڈاکٹر فیصل دین محمد صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت سرینام نے احسن رنگ میں ادا کئے۔

تمام مہمانوں کو جماعت کے تعارف اور حضور کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کا فولڈر دیا گیا۔اور حاضرین نے تراجم قرآن مجید کی نمائش بھی دیکھی۔ اور خدمت قرآن کے حوالے سے جماعت کی مساعی کی تعریف کی۔

بک سٹال پر مبلغ دوسو پچیس سرینامی ڈالر (SRD 225) کا لٹریچر فروخت ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسرے دن جلسہ کی حاضری 245 تھی۔جس میں ایک سو غیر از جماعت مہمان شامل ہیں۔انڈین ایمبیسی کی طرف سے انڈین کلچرل سنٹر کے ڈائریکٹر مسٹر سنیل بھلا (Mr.Sunil Bhalla) اپنی اہلیہ کے ساتھ پروگرام میں شامل ہوئے۔انہوں نے پروگرام کے معیار کی بہت تعریف کی اور جماعت کی مساعی کو سراہا۔

متعدد مہمان مثلاً مسٹر راجکمار رنجیت سنگھ، مسٹر اشون آدھن پہلی دفعہ جماعت کے کسی پروگرام میں شامل ہوئے، انہوں نے بھی پروگرام کے معیار کی بہت تعریف کی۔مہمانوں کی اکثریت نے جلسہ کے معیار اور پروگرام کی بہت تعریف کی، اور سیرت رسول ﷺ کو جس انداز سے پیش کیا گیا اسے انتہائی قابل قدر قرار دیا اور جماعت کی مہمان نوازی کو سراہا۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

تبرکات

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

قرآن مجید کے کامل دین ہونے پر دس دلیلیں!

آجکل دنیا جس اقتصادی اور تمدنی بے چینی میں مبتلا ہے اس کا صحیح اور واحد حل صرف قرآن میں پایا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی آخری اور مکمل شریعت ہے۔ قرآن مجید خود مدعی ہے کہ اس کے ذریعہ دین کو کامل کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ پس جب تک دنیا خدا تعالیٰ کے اس پسندیدہ دین کو اپنا لائحہ عمل نہیں بناتی وہ ان بے چینیوں سے نجات نہیں پا سکتی جو اسے آگ کے کنارے پر کھڑا کر رہی ہیں۔

ذیل میں قرآن مجید کے کامل دین ہونے کے متعلق ان بیشمار دلائل میں سے دس دلائل بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید واقعی ایک کامل دین ہے اور دنیا کی کوئی الہامی کتاب اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

دلیل اول

عقل سلیم رہنمائی کرتی ہے کہ کامل دین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دین جس الہامی کتاب میں پایا جاتا ہو وہ کتاب خود دعویٰ کرے کہ وہ کامل دین کی حامل ہے۔ ورنہ اگر کتاب اس بارے میں ساکت ہو اور صرف اس کے ماننے والے اس کے کامل دین پر مشتمل ہونے کے دعویدار ہوں تو اس پر مدعی سست اور گواہ چست والی مثل صادق آئے گی اور ایسے لوگوں کا دعویٰ اور اس کتاب کی بے جا حمایت ہرگز درخور اعتناء نہ ہوگی۔

چونکہ قرآن مجید ہی خدا تعالیٰ کا کامل دین ہے اس لئے الہامی کتابوں میں سے صرف وہی اس معیار پر پورا اترتا ہے کہ وہ آپ مدعی ہے کہ وہ کامل دین کا حامل ہے۔

دلیل دوم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تمام اہم دعاوی اور اصول کے متعلق خود دلائل مہیا کرے اور پھر خود اس بات کی بھی مدعی ہو کہ وہ اپنے دعاوی کو دلائل بینہ سے ثابت کرتی ہے۔ ورنہ اگر کوئی کتاب کوئی اصل بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق دلائل پیش کرنے سے خاموش ہو اور اس کے لئے دلائل مہیا کرنے کے لئے انسان کو ادھر ادھر مارے مارے پھرنا پڑے تو وہ کتاب کامل دین پر مشتمل قرار نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ جب وہ اپنے پیش کردہ اصول کے اثبات کے لئے دوسروں کی وکالت کی محتاج ہے تو پھر وہ کامل کہلانے کی مستحق کیسے قرار دی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید چونکہ کامل دین ہے اس لئے وہ خود مدعی ہے کہ وہ اپنے بیان کردہ اصول کو دلائل بینہ سے خوب ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں اتارا گیا درآں حالیکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے (اور محض ہدایت ہی نہیں بلکہ) ہدایت پر خود بینات (قائم کرتا) ہے اور پھر صرف دلائل بینہ ہی پیش نہیں کرتا بلکہ اس سے بڑھ کر آپ ہی حق اور باطل میں فرق کر کے بھی دکھاتا ہے اور نتیجہ کو بنی نوع انسان کے لئے واضح کر دکھاتا ہے۔ (بقرہ)

یہ خوبی کہ دینی کتاب ہر اہم اصل کو پیش کرتے ہوئے جس کی دنیا کو اپنی روحانیت اور اخلاق اور تمدن و معاشرت اور سیاست کی اصلاح کے لئے ضرورت ہو اس پر دلائل بینہ بھی پیش کرے صرف اور صرف قرآن مجید میں ہی موجود ہے۔

دلیل سوم

ہر عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرے گی کہ کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ روحانیت، اخلاق، تمدن معاشرت اور سیاست و اقتصادیات یعنی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں کامل رہنمائی پر مشتمل اصول پیش کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بھی قرآن مجید امتیازی شان رکھتا ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ نے تمام دنیا کے علماء اور فلاسفروں کو دعوت دے رکھی ہے کہ وہ انسانی عقل سے دریافت کردہ جو اصل دنیا کی رہنمائی کے لئے پیش کریں گے اگر وہ اصل درست ہوا تو ہم اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ اصل قرآن مجید میں بیان شدہ دکھا دیں گے اور اگر وہ اصل بنی نوع انسان کے لئے غیر مفید ہوگا تو اس کا ناقص ہونا ہم روشن دلائل سے ثابت کر دکھائیں گے۔ یہ چیلنج آج بھی قائم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ہم نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر امر کو کھول کر بیان کرتی ہے اور فرمانبرداروں کے لئے عظیم الشان ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

دلیل چہارم

جب کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بینات اور شواہد سے اپنے دعاوی کو ثابت کرے تو پھر اسے ایسی تعلیم پر مشتمل ہونا چاہئے جس کو منوانے کے لئے کسی جبر کی ضرورت نہ ہو بلکہ کامل دین کے لئے عقلاً ضروری ہے کہ وہ خود اس امر کی تعلیم دے کہ لوگوں کو ذہنی اور فکری آزادی دی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس معیار پر بھی پورا اترتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کے بارے میں کوئی جبر جائز نہیں (یعنی لوگوں کو خیالات کی آزادی دی جاتی ہے) کیونکہ (قرآن مجید کے ذریعہ) ہدایت کا راستہ گمراہی کے راستہ سے واضح طور پر الگ کر دیا گیا ہے۔ اب جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ ایک مضبوط سہارے کو پکڑتا ہے جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے۔ (بقرہ)

نیز فرماتا ہے:۔

اے نبیؐ! کہہ دو حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے انکار کرے۔ (کہف)

دلیل پنجم

جو کتاب یہ دعویٰ کرے کہ وہ کامل دین کی حامل ہے اس کتاب کا بے مثل ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن مجید خود مدعی ہے کہ یہ بے مثل کتاب ہے اور اگر کسی کو اس کتاب کے بے مثل ہونے کے متعلق شک ہو تو اسے قرآن مجید یوں چیلنج کرتا ہے:۔

کہ اگر تم اس کتاب کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جسے ہم نے اپنے بندے (محمد مصطفی ﷺ) پر نازل کیا ہے تو پھر (ہمارا چیلنج ہے) کہ اس کے مثل ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اور (ہماری طرف سے یہ بھی آزادی ہے کہ) اپنے مددگاروں کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بلا لاؤ۔ اگر تم (اپنے شک کرنے میں) سچے ہو۔ (بقرہ)

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے تحدی سے پیشگوئی فرمائی ہے کہ تم ہرگز اس کتاب کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی مضمون نہیں پیش کر سکو گے۔ یہ چیلنج آج بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور دنیا ہمیشہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے نظارے بھی دیکھتی رہے گی کہ کوئی شخص اس کے مثل ہرگز نہ لا سکے گا۔

دلیل ششم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود یہ بھی دعویٰ کرے کہ اس کی تعلیم عالمگیر ہے اور وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے بھیجی گئی ہے۔ ورنہ اگر مذہبی کتاب اس بارے میں خود خاموش رہے اور صرف اس کے ماننے والے اسے عالمگیر تعلیم قرار دیں تو ان کا دعویٰ قابل غور نہیں ہوگا۔ قرآن مجید اس پہلو میں بھی خود روشنی ڈالتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس کی تعلیم عالمگیر ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

کہ بابرکت ہے وہ ذات جس نے الفرقان (قرآن مجید) کو اپنے بندے پر اس لئے اتارا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ہوشیار کرنے والا ہو۔ (الفرقان)

نیز فرماتا ہے کہ اے نبیؐ ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

پھر فرمایا یہ تمام لوگوں کے لئے بلاغ ہے (ابراہیم)

دلیل ہفتم

جو کتاب کامل دین پر مشتمل ہو اس کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ خود اس کے ظاہر و باطن کی حفاظت کرے۔ ورنہ جو کتاب محفوظ نہ ہو اور جعل، الحاق اور تحریف لفظی و معنوی سے پاک نہ ہو اس کے متعلق انسانی روح اس بات کے لئے تسلی نہیں پا سکتی کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس کتاب پر عمل کریں۔

قرآن مجید اس پہلو میں بھی کمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

کہ یقیناً ہم نے ہی اس قرآن مجید کو جو ذکر ہے نازل کیا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ظاہری حفاظت حفاظ قرآن کے ذریعہ اور باطنی مجددین امت کے ذریعہ ہوتی چلی آ رہی ہے۔

دلیل ہشتم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دائمی صداقتوں پر مشتمل ہو اور اس کا کوئی حکم قابل نسخ نہ ہو۔ قرآن مجید کو یہ شرف بھی حاصل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کا کوئی حکم نہ اب باطل (بے فائدہ اور قابل نسخ) ہے جبکہ یہ نازل ہو رہا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی باطل ہوگا۔ (حٰم سجدہ) بلکہ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں تمام قائم رہنے والی اور راستی پر مبنی تعلیمیں موجود ہیں۔

دلیل نہم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم غیبیہ پر بھی مشتمل ہو۔ تا ہر زمانہ میں اس کی باتیں لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی دیکھ کر اس دین کے زندہ ہونے کی شہادت پائیں اور انہیں خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی پر ایمان لانے کا زریں موقع ملے۔ قرآن مجید اس پہلو سے بھی کامل کتاب ہے اور اس میں آخری زمانہ تک ہونے والے غیر معمولی انقلابات کی خبریں دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کثرت سے اطلاع صرف اپنے نبیوں کو دیتا ہے چونکہ قرآن مجید سب سے کامل نبی (حضرت محمد مصطفی ﷺ) پر نازل ہوا ہے اس پہلو میں بھی وہ کامل ہے کہ وہ سینکڑوں غیب کی خبروں پر مشتمل ہے۔

دلیل دہم

وہ کتاب جو کامل دین پر مشتمل ہو عقلاً ایسی ہونی چاہئے کہ اس پر چل کر نہ صرف لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کر سکیں بلکہ ہر زمانہ میں اس کا عملی نمونہ بھی موجود ہو۔ قرآن مجید اس پہلو میں یہ بھی دعویٰ کرتا ہے:۔

کہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق خدا تعالیٰ پر ایمان لانے والوں اور دین پر استقامت اختیار کرنے والوں پر خدا تعالیٰ کے ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور انہیں جنت (کامیابی) کی بشارت دیتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں انہیں مدد دینے کے وعدے کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی برکت سے ہر اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ انسان کو مل سکتا ہے اور یہ بھی قرآن مجید کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ (الفضل 24 جون 1998ء)

اصل سازش کیا تھی؟ خالد ہمایوں صاحب کے ایک کالم پر تبصرہ

53ء اور 74ء میں جماعت احمدیہ سے منسوب ’’بیانات‘‘ کی اصلیت

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

2 جنوری 2013ء کو روزنامہ پاکستان لاہور میں جناب خالد ہمایوں صاحب کا کالم ’’تماشا میرے آگے‘‘ شائع ہوا۔ اس روز اس کالم کا عنوان تھا ’’پاکستان امریکی کیمپ میں کیسے چلا گیا؟‘‘ اسے پڑھنے سے پہلے یہ امید تھی کہ اس کالم میں متعلقہ موضوع پر کوئی تحقیق پیش کی جائے گی لیکن اس کے ابتدائی پیراگراف کا مطالعہ ہی پڑھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ ان سطور میں کالم نگار نے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ پاکستان بننے کے معاً بعد ہی بقول ان کے قادیانیوں نے باوجود ایک قلیل گروہ ہونے کے جان بوجھ کر اور ایک منصوبہ کے تحت جارحانہ رویہ اختیار کیا اور ایسا لب و لہجہ اختیار کیا جس کے نتیجے میں ملک میں ان کے خلاف فسادات بھڑک اُٹھے۔ کالم نگار اس رویہ کے مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’بعد میں جب حالات بحال ہوئے تو کھلا کہ قادیانیوں کی ان دھمکیوں کے پیچھے کئی مقاصد تھے، مثلاً ایک تو مسلمانوں کو مشتعل کر کے انہیں سڑکوں پر لانا تھا، تاکہ امن و امان کا مسئلہ بنے اور حکومت انہیں خون میں نہلا دے۔ دوسرے علماء جو تحریک چلا رہے تھے، انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کرنا تھا۔ تیسرے بین الاقوامی طور پر رسوائی ہو کہ پاکستان مذہبی جنونیوں کا ملک ہے۔ چوتھے دستور سازی کا عمل رک جائے۔‘‘

کالم نگار لکھتے ہیں کہ مودودی صاحب نے اس کے شواہد 1953ء میں پنجاب میں ہونے والے فسادات پر قائم کی جانے والی تحقیقاتی عدالت کے روبرو پیش کئے تھے اور یہ کہ اب جب کہ وہ حمزہ علوی صاحب کی کتاب ’’تخلیقِ پاکستان‘‘ پڑھ رہے ہیں تو اس دور کی سیاسی کڑیاں ان کے سامنے آ رہی ہیں۔ حالانکہ حمزہ علوی صاحب کی کتاب کے صفحہ 96 پر جن تین افراد کے نام درج ہیں (جنہوں نے حمزہ علوی صاحب کے مطابق 1953ء کے فسادات سمیت دوسرے مسائل ملک میں کھڑے کئے تھے) ان میں سے کوئی بھی احمدی نہیں تھا۔ یہ الزامات واقعی بہت سنگین الزامات ہیں۔ اس لئے ان کا تجزیہ بہت ضروری ہے۔

کالم نویس نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ آزادی کے فوراً بعد احمدیوں نے دانستہ طور پر اشتعال انگیز بیانات اور دھمکیاں دینی شروع کیں تاکہ مسلمانوں میں اشتعال پھیلے اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو اور اس کے ثبوت کے طور پر وہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی مختلف تقاریر یا تحریروں کے اقتباسات اس کالم میں درج کرتے ہیں تاکہ قارئین پر یہ تاثر قائم کیا جاسکے کہ واقعی اس مرحلہ پر احمدیوں نے ہی دانستہ طور پر اشتعال انگیزی کی تھی۔ وہ مضمون میں یہ بھی واضح نہیں کرتے کہ یہ کسی تقریر کے حصہ کا حوالہ دیا جارہا ہے یا کسی کتاب یا مضمون کا اقتباس درج کیا جارہا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ کسی ایک عبارت کے ساتھ حوالہ درج نہیں کرتے کہ اگر یہ تحریر ہے تو کس کتاب یا مضمون کے کس صفحہ پر شائع ہوئی تھی یا اگر تقریر ہے تو کس اخبار یا رسالہ میں شائع ہوئی تھی اور اس کے کس شمارے کے کس صفحہ پر شائع ہوئی تھی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک کالم نگار اس بات سے بھی واقف نہیں کہ بغیر کسی مکمل حوالے کے اس قسم کی سنگین الزام تراشی قابلِ قبول نہیں ہوسکتی اور نہ سیاق و سباق کو دیکھے بغیر کسی عبارت کے صحیح مطلب کو سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ لکھنے والے کا فرض ہے کہ وہ مکمل حوالہ درج کرے لیکن موصوف نے ایسا نہیں کیا؟ آخر کیوں نہیں کیا؟ اس اہم سوال کا جواب تلاش کرنے کیلئے ہم انہی کی تحریر کا ایک اقتباس درج کرکے اس کا جائزہ پیش کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’مرزا بشیر الدین محمود اور ان کی جماعت کے دوسرے لوگوں نے 1952ء کے آغاز سے مسلمانوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دینی شروع کیں اور ان کا لہجہ روز بروز اشتعال انگیز ہوتا چلا گیا...... مثلاً حسبِ ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں:

’’ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے پاس پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے روز ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا......۔‘‘

بے ثبوت فرضی دعوے

یہ سب سے بڑی دلیل ہے جو کالم نگار نے اپنے مضمون پیش کی ہے جس کا پوسٹ مارٹم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ کالم نویس نے کسی بھی اقتباس کے ساتھ حوالہ درج نہیں کیا، اسی طرح اس اشتعال انگیز اقتباس کے ساتھ کوئی حوالہ نہیں درج کیا گیا۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ یہ فرضی دھمکی پیش کر کے جماعتِ احمدیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہو۔ 1952ء میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے ایک تقریر کے دوران سننے والوں کو یہی فرضی دھمکی سنا کر بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے اس تقریر میں احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا:

’’او! برطانیہ کے دم بریدہ کتو! تم پاکستان کی مسلم اکثریت کو یہ کہہ کر دھمکیاں دے رہے ہو کہ تم مجرموں کے طور پر میرے سامنے پیش ہوگے اور تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘

(اخبار آزاد 10 مئی 1952ء)

ان جملوں کا اخلاقی دیوالیہ پن تو واضح ہے اور یہ بھی کہ جناب عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا کہ یہ کس نے کہا اور کب کہا؟ لیکن ایک ایسا موقع آ گیا جب کہ اس فرضی اشتعال انگیزی کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ جب 53ء کے فسادات کے بعد ان فسادات پر تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی تو اس کے روبرو مودودی صاحب نے اپنے بیان میں یہی الزام پیش کرنے کی کوشش کی کہ آزادی کے بعد خود احمدیوں نے اشتعال انگیز دھمکیاں دی تھیں اور اس کے ثبوت کے طور پر جو پہلی دلیل درج کی گئی وہ یہ تھی۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

پنجم یہ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کے دوسرے لوگوں نے 1952ء کے آغاز سے مسلمانوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دینی شروع کر دیں، جن کا لہجہ روز بروز اشتعال انگیز ہوتا چلا گیا، مثال کے طور پر ان کی حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں:

’’ہم فتح یاب ہوں گے، ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘ (الفضل 3 جنوری 1952ء)

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تحقیقاتی عدالت میں بیان، شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان لاہور، بار اول، 1953 ص 20)

عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کی تقریر میں جو احرار کے اخبار آزاد میں شائع ہوئی تھی بغیر کسی حوالے کے یہ فرضی اقتباس سنا کر لوگوں کو بھڑکایا گیا تھا لیکن مودودی صاحب تو عدالت میں حلفیہ بیان دے رہے تھے اور آخر میں انہوں نے پڑھ کر دستخط بھی کئے تھے کہ ان کا یہ بیان درست ہے اور اسے خود ان ہی کی جماعت کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ الفضل کا مذکورہ بالا حوالہ ’’Inverted Commas‘‘ میں درج کیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ الفضل میں یہ معین عبارت شائع ہوئی تھی۔ **لیکن افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ الفضل کے اس شمارے کا اول سے آخر تک کئی بار جائزہ لیا گیا۔ ایک ایک لفظ پڑھا گیا۔ یہ عبارت سرے سے الفضل کے اس شمارے میں شائع ہی نہیں ہوئی تھی۔**

اس کے برعکس الفضل کے اس شمارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا جو خطبہ شائع ہوا تھا اس میں تو یہ لکھا ہے کہ (دین حق) کو روحانی غلبہ حاصل ہوگا۔ (دین حق) کے روحانی غلبہ کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح آج کا (مومن) یورپ سے مرعوب ہے، کل یورپ (دین حق) سے مرعوب ہوتا نظر آئے گا۔ یورپ اسلامی مسائل مثلاً پردہ تعددِ ازدواج، ممانعتِ سود وغیرہ پر اعتراض کرنے کی بجائے یہ ثابت کر رہا ہوگا کہ ان کی تعلیم بھی اسلامی مسائل سے ملتی جلتی ہے۔ قوم کو یہ پیغام دیا گیا تھا کہ ہم مغرب کے نقال نہیں بنیں گے بلکہ (دین حق) کو دنیا کے قلوب میں اس طرح جاگزیں کریں گے کہ وہ (دین حق) کی نقال بنے۔ اس وقت ایک اخبار سے (یہ اخبار آفاق تھا) وابستہ اخبار نویس حکومت کو حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے خلاف اکسا رہے تھے اور یہ مشورہ دے رہے تھے کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ حضور نے ان اخبار نویسوں سے فرمایا کہ تمہارے کہنے پر بیشک حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے، قید کر سکتی ہے، مار سکتی ہے۔ مگر جب تم پشیمان ہو گے اور تمہارا غرور ٹوٹ جائے تو تم سے بہر حال یوسف والا سلوک ہی کیا جائے گا۔

(ملاحظہ کیجئے الفضل 3 جنوری 1952 ص 3 و 4)

ہم نے اس خطبہ کا خلاصہ درج کر دیا ہے۔ کیا اس کو ’’دھمکیاں‘‘ یا ’’اشتعال انگیزی‘‘ قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے عدالت کے روبرو جو دعویٰ پیش کیا تھا کہ الفضل کے اس شمارے میں یہ بات درج ہے، یہ دعویٰ بہرحال غلط تھا۔ اور جب صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مودودی صاحب کے بیان پر تبصرہ شائع کیا گیا تو اس کے صفحہ 77 اور 78 پر اس بارے میں حقیقت بھی شائع کی گئی اور اس طرح یہ الزام بے بنیاد ثابت ہوگیا۔

’’خاص حوالے‘‘ کا نیا جنم

شاید پڑھنے والے یہ خیال کریں کہ اس کے بعد اس فرضی حوالے کی جان بخشی ہوگئی ہوگی۔ لیکن

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ 1953ء میں جواں مرگی کا شکار ہونے کے بعد اس جعلی حوالے نے 1974ء میں ایک اور جنم لیا۔ جب 1974ء میں آئین کی دوسری ترمیم سے قبل قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جماعت احمدیہ کے وفد سے سوالات کئے جا رہے تھے تو 9/اگست کی کارروائی کے دوران اٹارنی جنرل، یحيٰ بختیار صاحب نے کہا:

''اس پر توجہ دیں تاکہ وہ بھی آپ دیکھ سکیں۔ یہ بھی مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور یہ ہے الفضل 3 جولائی 1952ء''

اور پھر الفضل کے مذکورہ شمارے کی تاریخ بڑے وثوق سے نوٹ کرائی گئی۔ اس کے بعد شاید اٹارنی جنرل صاحب کو یہ خیال آیا کہ اس حوالے کی اہمیت صحیح طرح اجاگر نہیں ہوئی۔ انہوں نے زور دے کر فرمایا:

ہاں۔ وہ جو خاص حوالہ ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ میں سنا دیتا ہوں آپ کو:

'' ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے پاس پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا''

یہاں پر مرزا صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ ''فتح'' کا کیا مطلب ہے؟ ''مجرموں'' سے کیا مراد ہے؟ اشارہ کن کس لوگوں کی طرف ہے کہ:

''تمہارا وہی حشر ہوگا، جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا''

(PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE OFFICIAL REPORT, FRIDAY THE 9TH AUGUST, 1974) CONTAINS NO. 1-21),P 708)

جو حوالہ 1953ء میں 3 جنوری کا تھا، 1974ء میں 3 جولائی 1952ء کا بن چکا تھا۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ اس کو چیک کر کے جواب دیا جائے گا۔ یہ تھا وہ خاص حوالہ جو کہ اس کمیٹی میں جماعت احمدیہ کے وفد کے سامنے برہان قاطع کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ خیر 10/اگست کا سورج طلوع ہوا اور اس کمیٹی نے اپنے ''خاص حوالے'' سمیت دوبارہ کارروائی کا آغاز کیا۔ پہلے سیشن میں ہی حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ اس شمارے میں تو یہ عبارت سرے سے موجود ہی نہیں۔ اور فرمایا کہ میں صرف لفظی تردید نہیں کر رہا، اس مضمون کی کوئی عبارت نہیں ملی کہ تم مجرموں کی طرح پیش ہو گے۔ چونکہ اس سے قبل بھی کئی حوالے غلط نکل چکے تھے شاید اس لئے اٹارنی جنرل صاحب کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک اور حوالہ غلط نکلا ہے، شاید اس لئے انہوں نے اصرار کیا کہ آپ تسلی کر لیں ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔ آپ Verify کر لیں۔

(P 814,815)

اس کے بعد چند روز کے وقفہ کے بعد سپیشل کمیٹی کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے اٹارنی جنرل صاحب کو ایک مرتبہ پھر فرمایا کہ یہ حوالہ چیک کیا گیا اور فرمایا کہ اس سے قبل اور بعد کے پانچ دس شمارے بھی چیک کر لیے گئے ہیں یہ حوالہ موجود نہیں ہے۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے بوکھلا کر جو کچھ فرمایا وہ ان کے الفاظ میں ہی درج کیا جاتا ہے۔ اسے پڑھیں اور لطف اُٹھائیں

''نہیں نہیں میں ...... یہ دیکھیں جی کہ جہاں ہو جاتا ہے کہ ''1952، 1951 یا 1953 ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ 13 کی جگہ 23 ہو جاتا ہے تو یہ تو میں نہیں کہتا کہ سارے کے سارے ایک ایک پرچہ دیکھیں تو آپ کے پاس نہیں مل رہا۔''

(P 858)

بہت خوب! اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی ہو رہی ہے۔ اٹارنی جنرل صاحب ایک ''خاص حوالہ'' پیش فرما رہے ہیں حوالہ جعلی نکلا۔ اب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ انہیں یقینی طور پر یہ نہیں معلوم کہ اس حوالے کا سال کون سا ہے، تاریخ کون سی ہے؟ اس صورت حال پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

یہ طویل کارروائی ختم ہو گئی لیکن اس حوالے کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا گیا۔ شاید اس حوالہ کو پیش کرنے والے تناسخ کے قائل ہیں۔ اب جنوری 2013ء میں خالد ہمایوں صاحب کے اس کالم میں ایک بار پھر اس جعلی حوالے کی ولادت ہوئی ہے۔ اس مرتبہ اخبار کا نام، سال یا تاریخ درج نہیں کئے گئے۔ اللہ رحم کرے۔ 60 سال کی عمر میں تو حکومت بھی اپنے ملازمین کو ریٹائر کر دیتی ہے۔ اس حوالے کو غلط ثابت ہوئے اب ساٹھ سال ہو رہے ہیں۔ ان معترضین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اب تو اس کو پیش کرنا ترک کر دیں۔

ایک طریقہ تو یہ اپنایا جاتا ہے کہ سرے سے جعلی حوالہ پیش کر دو۔ اور دوسرا یہ کہ کسی عبارت سے ایک آدھا جملہ لے کر اس میں کچھ تبدیلی کر کے بغیر سیاق و سباق کے پیش کر دو اور اس کا وہ مطلب نکالو جو اصل عبارت سے نکل ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس طریق سے لکھنے والے کو یہ دھڑکا رہتا ہے کہ اگر کسی پڑھنے والے نے اصل عبارت بمع سیاق و سباق پڑھ لی تو وہ اثر زائل ہو جائے گا جو لکھنے والا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس نتیجے سے بچنے کیلئے دو راستے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ طریقہ ہے جو خالد ہمایوں صاحب نے اختیار کیا یعنی حوالہ درج ہی نہ کیا جائے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مودودی صاحب نے عدالت کے روبرو اپنے بیان میں بعض مقامات پر اختیار کیا تھا یعنی حوالہ غلط درج کر دیا جائے۔ تاکہ اصل عبارت تک پڑھنے والی کی رسائی نہ ہو سکے۔ ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

کالم نگار نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ مودودی صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں شواہد پیش کئے تھے کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ''پاکستان کو ہموار کرنے'' کا ایک منصوبہ بنایا تھا جس کیلئے بلوچستان کے Base کے طور پر استعمال کیا جانا تھا۔ اول تو ''ہموار کرنے'' کی اصطلاح ہی ناقابل فہم ہے۔

مودودی صاحب نے اپنے بیان میں تحریر کیا تھا کہ امام جماعت احمدیہ نے ''پورے پاکستان پر قبضہ کرنے'' کا منصوبہ بنایا تھا، جس کیلئے بلوچستان کو ایک بیس (Base) کے طور پر استعمال کیا جانا تھا۔ اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے یہ منصوبہ ایک خطبہ میں بیان کیا تھا اور یہ خطبہ 23/اگست 1948ء کے الفضل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تحقیقاتی عدالت میں بیان، شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان لاہور، بار اول، 1953ء ص16 و17)

مودودی صاحب ایک خوفناک سازش کا انکشاف فرما رہے ہیں کہ احمدیوں نے تو پورے پاکستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا تھا اور یہ منصوبہ 23/اگست 1948ء کے الفضل میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ اس تاریخ کو یعنی 23/اگست کو تو الفضل شائع ہی نہیں ہوا تھا۔ الفضل ہفتہ میں ایک روز شائع نہیں ہوتا تھا۔ ہم اس کا ثبوت درج کر دیتے ہیں 22/اگست 1948ء کو الفضل کی جلد 2 کا شمارہ نمبر 190 تھا اور 24/اگست 1948ء کو الفضل کا شمارہ 191 تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ 23/اگست کو الفضل شائع ہی نہیں ہوا تھا اور 1948ء کے خطبات میں جہاں بلوچستان کا ذکر ہے وہاں پاکستان کو ہموار کرنے یا اس پر قبضہ کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں اور وہاں بھی بلوچستان کی کوئی تخصیص نہیں، مشرقی افریقہ کا بھی ذکر ہے، گورداسپور کا بھی ذکر ہے، چھوٹے چھوٹے جزیروں اور دنیا کے کناروں کا بھی ذکر ہے۔

اس فرضی سازش کے بیان کو مزید سنسنی خیز بنانے کیلئے خالد ہمایوں صاحب نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس وقت احمدیوں نے اس وقت اسلحہ سازی کے متعدد کارخانے بھی قائم کر لئے تھے۔ اور باقی الزامات کی طرح اس کا ماخذ بھی مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت کے روبرو بیان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس الزام کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ ان الزامات کی اصلیت ایک کتابچہ ''مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت میں تحریری بیان اور اس پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ'' میں شائع کی گئی تھی۔ یہ کتابچہ مکتبہ دارالتجلید اردو بازار کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ جہاں تک اسلحہ سازی کے متعدد فرضی کارخانوں کا تعلق ہے تو اس کتابچہ کے صفحہ 79 میں یہ چیلنج دیا گیا تھا:

''ایک خلاف واقعہ افسانہ ہے اور عدالت سے ہم با ادب درخواست کرتے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب سے اس کا ثبوت طلب کیا جائے۔''

کیا مودودی صاحب اس کا کوئی ثبوت دے سکے؟ ہرگز نہیں۔ اس عدالت کی رپورٹ اور خود جماعت اسلامی کی شائع کردہ کتب اور رسائل میں اس کے کسی ثبوت کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ اسلحہ کا کارخانہ بلکہ ایک دو نہیں متعدد کارخانے کسی ڈبیا میں بند کر کے پوشیدہ تو نہیں رکھے جا سکتے جن کا کوئی نام و نشان بھی نہ مل سکے۔ آخر اُس وقت ان فرضی کارخانوں کا کوئی ثبوت کیوں نہیں دیا گیا؟ اس الزام کو لگانے کے بعد مودودی صاحب کا یہ فرض تھا کہ وہ اس کا ثبوت بھی مہیا کرتے۔ یہ صرف ایک افسانہ تھا۔ فرقان بٹالین والا الزام اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ اس وقت پاکستان کو سرحدوں کی حفاظت کے کام میں ان گنت دشواریوں کا سامنا تھا۔ اور اس دور میں متعدد رضاکار گروہوں نے یہ فریضہ سرانجام دیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے رضاکار بٹالین بنانے کی پیشکش حکومت کو کی گئی تھی اور خود حکومت پاکستان نے اسے منظور کیا تھا اور حکومت پاکستان کی طرف سے اسے ایک نازک اور خطرناک علاقے میں فرائض سونپے گئے تھے۔ یہ بٹالین جماعت احمدیہ کے ماتحت نہیں بلکہ افواج پاکستان کی کمان کے تحت سرحد پر فرائض سرانجام دے رہی تھی۔ جب رضاکار دستوں کو حکومت کی طرف سے سبکدوش کیا گیا تو خود افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف نے فرقان بٹالین کو سبکدوش کرنے کی تقریب میں شرکت کی تھی اور کہا تھا کہ آپ نے بہت خطرناک حالات میں اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ معترضین اس بات پر کیوں غصے میں آ رہے ہیں کہ پاکستانی احمدیوں نے نازک حالات میں اپنے ملک کی حفاظت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بظاہر اس کی وجہ یہی سمجھ آتی ہے جو کہ اس وقت کے ممتاز مسلم لیگی لیڈر سردار شوکت حیات صاحب نے اپنی کتاب The Nation That Lost Its Soul کے صفحہ 147 پر لکھی

ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد مودودی صاحب نے کشمیر کے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا تھا اور اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق اتنے سخت الفاظ استعمال کئے تھے کہ جنہیں اس مضمون میں دہرانا بھی مناسب نہیں۔ سردار شوکت حیات صاحب کی کتاب کے مذکورہ صفحہ پر اس فتوے کا خلاصہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

معلوم نہیں کہ کیا وجہ تھی کہ اپنے مضمون کے پہلے حصے میں خالد ہمایوں صاحب نے جماعتِ احمدیہ پر کچھ الزامات لگائے اور اسی کالم کے دوسرے حصہ میں انہوں نے اپنے الزامات کے خلاف بہت مضبوط دلائل لکھے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس کالم کی ابتداء میں وہ لکھتے ہیں کہ اصل میں احمدیوں نے دانستہ طور پر خود اشتعال دلا کر یہ فسادات شروع کرائے تھے۔ لیکن آگے جا کر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ گورنر جنرل غلام محمد صاحب، سکندر مرزا صاحب اور جنرل ایوب خان صاحب نے پہلے خود قحط کے حالات پیدا کئے پھر اینٹی قادیانی تحریک کو ہوا دی گئی۔ لیکن تینوں احباب میں سے تو کوئی احمدی نہیں تھا۔ خالد ہمایوں صاحب کی تحریر سے کچھ واضح نہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں نہ وہ قحط کے بارے میں الزام کے متعلق کسی قسم کا ثبوت پیش کرنے کا کوئی تردد کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ان کی بات تسلیم کر لی جائے تو ان کی تحریر کے مطابق بھی یہ دعویٰ بہر حال غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ احمدیوں نے خود یہ فسادات شروع کرائے تھے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ صاحب نے خود احمدیوں کے خلاف تحریک کی سرپرستی کی اور انہوں نے کچھ اخبارات کو رشوتیں دیں جس سے اس تحریک کو آگے بڑھنے کا موقع ملا۔

یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ اُس وقت ممتاز دولتانہ صاحب جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ اور خالد ہمایوں صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس تحریک کی سرپرستی کی حتیٰ کہ اخبارات کو رشوتیں بھی دیں۔ تو اس طرح اس کالم کا پہلا دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ اس تحریک کو خود احمدیوں نے شروع کرایا تھا۔ جیسا کہ خالد ہمایوں صاحب نے لکھا ہے، تحقیقاتی عدالت میں یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مہم اس طرح چلائی گئی تھی کہ سرکاری بجٹ سے رقوم لے کر رشوتیں دی گئی تھیں تا کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مہم چلائی جائے۔ چنانچہ تعلیم بالغاں کے فنڈ سے رقم لے کر اخبارات کو رشوتیں دی گئی تھیں وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھیں۔ یہ اخبارات زمیندار، آفاق، احسان اور مغربی پاکستان تھے۔ ان میں سے آفاق کا ذکر تو ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ یہ اخبار پنجاب حکومت سے رشوت لے کر یہ پرزور مطالبات کر رہا تھا کہ امام جماعتِ احمدیہ کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اور زمیندار کے مالک تو اس تحریک کے قائدین میں سے ایک تھے اور تحقیقاتی عدالت میں یہ بھی ثابت ہوا تھا کہ صرف اخبارات کو ہی رشوتیں نہیں دی گئی تھیں بلکہ اس تحریک میں شامل بہت سے احباب کی بھی جیبیں گرم کی گئی تھیں تا کہ وہ مضامین لکھیں اور کالجوں میں جا کر لیکچر دیں۔ ایسے احباب کی صحیح تعداد میں متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن تحقیقاتی عدالت میں یہ ثابت ہوا تھا کہ کم از کم بہتر ایسے افراد تھے جن کی جیبیں سرکاری بجٹ سے بھری گئی تھیں۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کتنے احباب تھے جو اس قسم کی رقوم سے مستفید ہوئے تھے۔ اس پر مزید تحقیق ہونی چاہئے۔

(دیکھئے رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء بار اول ص 83 تا 88)

مخصوص گروہ کے قائداعظم کے بارہ میں افکار

1953ء کے فسادات پر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع شدہ موجود ہے۔ ہر کوئی اس کو پڑھ کر خود اس حقیقت کا جائزہ لے سکتا ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد جماعتِ احمدیہ کے بیشتر مخالفین سیاسی طور پر ختم ہو چکے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ ایک سازش کے تحت جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں مہم چلائی تا کہ دوبارہ اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کر سکیں۔ احمدیوں کو ہر قسم کی دھمکیاں دی گئیں اور اشتعال انگیزی کا ہر ممکن طریقہ استعمال کیا گیا۔ دولتانہ حکومت اور بعض سیاستدانوں نے اپنی سیاسی اغراض کیلئے اس مہم کو پروان چڑھایا حتیٰ کہ سرکاری فنڈز سے رشوتیں بھی دی گئیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں خالد ہمایوں صاحب کا یہ عجیب و غریب دعویٰ بالکل بے بنیاد نظر آتا ہے کہ احمدیوں نے خود ہی دانستہ طور پر یہ فسادات شروع کرائے تھے تا کہ ان کی قتل و غارت کی جائے، ان کی املاک لوٹی جائیں اور ان کو ہر طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے۔ البتہ ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں پیش جماعتوں کا یہ جارحانہ رویہ صرف جماعتِ احمدیہ تک محدود نہیں تھا، دوسرے بھی ان کی جارحیت کا نشانہ بنتے رہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے بہت سے نمایاں افراد اور گروہ ان کی نیش زنی کا نشانہ بنتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں نے اپنی سیاسی لاش میں جان ڈالنے کیلئے قائدِ اعظم محمد علی جناح پر بھی ایسے شرمناک تیر چلائے کہ پاکستانیوں کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔ 1953ء میں فسادات کی آگ بھڑکانے میں احرار پیش پیش تھے۔ قیامِ پاکستان سے قبل ان کا رویہ کیا تھا اس کے بارے میں تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے۔

’’احرار کے ہر لیڈر نے اپنی ہر اہم تقریر میں مسلم لیگ پر تنقید کی۔ اس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی۔ یہاں تک کہ قائداعظم کو بھی نہ چھوڑا۔ جن سے وہ سخت متنفر تھے۔ حالانکہ ان کی شخصیت ان دنوں مسلمان قوم کے واحد اور مسلمہ راہنما کی حیثیت سے قلوبِ عوام میں گھر کر چکی تھی۔ چونکہ قائداعظم روشن خیال آدمی تھے اور مذہبی امور میں کسی نمود و نمائش کے قائل نہ تھے۔ اس لئے احرار نے ان کی اس خصوصیت سے ناواجب فائدہ اُٹھا کر انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے۔ جو تنظیمِ احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں:

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافرِ اعظم

مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ (قائداعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔ احرار نے اپنی تقریروں میں صرف یہ ہی نہیں کہا کہ قائدِاعظم نے ایک پارسی خاتون سے شادی کی تھی بلکہ یہ اعتراض بھی کیا کہ قائدِ اعظم اب تک حج کیلئے مکہ معظّمہ کیوں نہیں گئے۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت......فساداتِ پنجاب 1953ء بار اول ص 11)

اور قیامِ پاکستان کے بعد احرار قائدِ اعظم کے بارے میں کیا نیش زنی کر رہے تھے۔ اس رپورٹ میں ’’احرار لیڈروں کی تقریریں‘‘ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

’’صاحبزادہ فیض الحسن کی جس تقریر کا ذکر ملک حبیب اللہ کی چٹھی میں کیا گیا ہے اس کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادہ نے یہ تقریر 27/اگست 1948ء کو موضع بھلر میں سید امام علی کے عرس کے موقع پر کی تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ بیگم لیاقت علی خان اور دوسری عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں سب بازاری عورتیں ہیں اور مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں نے جو ایک لاکھ مسلمان عورتوں کو اغوا کر لیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ قائدِ اعظم پاکستان کے گورنر جنرل بننے کیلئے بے حد مضطرب تھے۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء بار اول ص 15)

واضح رہے کہ اسی رپورٹ کے صفحہ 88 سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب ان لوگوں میں شامل تھے جن کو پنجاب حکومت نے رقوم دے کر کالجوں اور جیلوں میں لیکچر دینے کے کام کیلئے تیار کیا تھا۔

اب ہم مودودی صاحب کی تحریرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مودودی صاحب نے آزادی سے کچھ عرصہ قبل اپنی کتاب ’’مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش‘‘ کا تیسرا حصہ شائع کیا۔ جس میں اُنہوں نے قائدِ اعظم اور ان کے رفقاء کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کیا:

’’......اور دنیا میں صرف ہماری جماعت ہی وہ ایک جماعت ہے جو شخصی اور قومی نفع و نقصان کے تصورات سے بالاتر ہو کر مجرد اخلاق کی بنیاد پر کام کرتی ہے۔ اگر لیگ کے رہنماؤں میں اسلامی حس کا شائبہ بھی موجود ہوتا تو وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیتے......مگر افسوس کہ لیگ کے قائدِ اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے......‘‘

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم ص 30)

اور جب پاکستان بن گیا اور قائدِ اعظم نے ملک کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے اپنے فرائض سنبھالے تو مودودی صاحب نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا وہ خیالات ترجمان القرآن کے ستمبر 1948ء کے شمارے میں شائع ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ اس وقت قائدِ اعظم کی بیماری بہت بڑھ چکی تھی اور ڈاکٹر مایوسی کا اظہار کر رہے تھے۔ جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:

’’......جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت زمام کار ہے وہ اسلام کے معاملے میں اتنے مخلص اور اپنے وعدوں کے بارے میں جو اپنی قوم سے کئے تھے اتنے صادق ہوں کہ اسلامی حکومت قائم کرنے کی جو اہلیت ان کے اندر مفقود ہے اسے خود محسوس کر لیں اور ایمانداری کے ساتھ مان لیں کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد ان کا کام ختم ہو گیا ہے اور یہ کہ اب یہاں اسلامی نظام تعمیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہوں۔‘‘

(رسائل و مسائل جلد اول ص 335)

اس کے بعد مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت اسی طریقہ کو آزما رہے ہیں۔ افسوس کہ اپنے آخری سانس تک قوم کے محسن قائدِ اعظم محمد علی جناح یہ نیش زنی سہتے رہے اور خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان گروہوں کی سازش صرف جماعتِ احمدیہ تک محدود نہیں تھی جب تک قائدِ اعظم زندہ رہے، وہ ان کی سازشوں کا نشانہ بنے رہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 فروری 2013ء کو بوقت ساڑھے 10 بجے صبح بیت الفضل لندن میں درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم عبدالعظیم خان صاحب

مکرم عبدالعظیم خان صاحب قائد ایثار مجلس انصاراللہ یو کے مورخہ 20 فروری 2013ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے 1986ء میں جرمنی میں خدمات کا آغاز کیا۔ وہاں ناظم لنگر خانہ، سیکرٹری ضیافت اور صدر جماعت Rodgau کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ یو کے آنے کے بعد پچھلے آٹھ سال سے مجلس انصاراللہ یو کے میں قائد ایثار و ضیافت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ انتہائی عاجز، منکسر المزاج، بہت محبت کرنے والے، خاموش طبع، ہنس مکھ، نیک، متقی اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے فدائی اور خلیفہ وقت کے ہر ارشاد پر فوراً عمل پیرا ہونے والے، نظام جماعت کے اطاعت گزار وجود تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے عزیزم ظفراللہ خان ناصر صاحب یونیورسٹی کی اپنی پڑھائی کے ساتھ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور رضاکار خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم حافظ اللہ یار صاحب بھروانہ

مکرم حافظ اللہ یار صاحب بھروانہ آف چاہ لڈھیانہ ضلع جھنگ مورخہ 10 دسمبر 2012ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے 1954ء میں ایک خواب کے طفیل بیعت کی توفیق پائی۔ قرآن پاک کے حافظ تھے اور ایک نڈر داعی الی اللہ تھے۔ آپ نے بطور معلم پانچ سال خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ صدر جماعت، سیکرٹری مال، زعیم انصاراللہ اور نگران حلقہ انصاراللہ کی حیثیت سے بھی خدمت بجالاتے رہے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ تلاوت قرآن کریم کا بھی بہت شوق تھا۔

مکرمہ سلیمہ بی بی صاحبہ

مکرمہ سلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل احمد افضل صاحب آف ربوہ مورخہ 7 نومبر 2012ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کی تلقین کرتی تھیں۔ جماعت کی خدمت کا بہت شوق رکھتی تھیں۔ آپ کی عادت تھی کہ جب بھی بچوں کیلئے کپڑوں کی خریداری کرتیں تو کسی مستحق کو بھی سوٹ خرید کر دیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم محمود احمد صاحب

مکرم محمود احمد صاحب ماتلی ضلع بدین سندھ مورخہ 21 دسمبر 2012ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے قائد مجلس، سیکرٹری مال اور صدر جماعت کی حیثیت سے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا عبدالرحمٰن صاحب آف دارالعلوم جنوبی ربوہ مورخہ 6۔ اگست 2012ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ نے اپنے محلّہ میں گروپ لیڈر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کی پابند، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، غریب پرور اور بہت عاجز خاتون تھیں۔ آپ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم عبدالخالق صاحب

مکرم عبدالخالق صاحب کارکن نصرت آرٹ پریس ربوہ مورخہ 17 دسمبر 2012ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے 1956ء میں تحریک جدید کے تحت خدمت کا آغاز کیا۔ نصرت آرٹ پریس میں بطور اکاؤنٹنٹ کام کی توفیق ملی۔ 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے تعریفی سند سے بھی نوازا۔ آپ تحریک جدید کے پنشنر تھے۔ دعا گو، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نظام جماعت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

مکرم شیخ جاوید احمد صاحب

مکرم شیخ جاوید احمد صاحب آف مردان مورخہ 14 فروری 2013ء کو 58 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ مردان میں قیام کے دوران مرحوم کے خاندان کو مثالی قربانی کا موقع ملا۔ 3 ستمبر 2010ء کو جب مردان کی بیت الذکر پر حملہ ہوا تو اس میں آپ کے بھتیجے مکرم شیخ عامر رضا شہید ہوئے اور آپ کے بیٹے مکرم شیخ عمران جاوید زخمی ہوئے تھے۔ بعدازاں 8 نومبر 2010ء کو ان کے بڑے بھائی مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا اور 23 دسمبر 2010ء کو خود ان پر حملہ ہوا جس میں آپ کے بیٹے مکرم شیخ عمر جاوید صاحب شہید ہو گئے اور آپ خود بھی شدید زخمی ہوئے۔ آپ نے ان تمام صدمات کو بہت صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ مرحوم بہت ملنسار، صاف گو، ہنس مکھ، خلافت کے فدائی، بڑے نڈر، مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ نصرت اختر صاحبہ

مکرمہ نصرت اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف اختر صاحب مرحوم سابق اکاؤنٹنٹ الفضل مورخہ 15 نومبر 2012ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ ملنسار، بااخلاق، ہمدرد، ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے والی غریب پرور خاتون تھیں۔

مکرمہ سعیدہ عصمت صاحبہ

مکرمہ سعیدہ عصمت صاحبہ گلشن جامی کراچی گزشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ آپ لجنہ کی فعال رکن تھیں۔ گلشن جامی میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا مضبوط تعلق تھا اور اپنی اولاد کی بھی انہوں نے اسی طرح تربیت کی۔

مکرمہ امینہ بیگم صاحبہ

مکرمہ امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم آف عثمان والا ربوہ مورخہ 11 دسمبر 2012ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، بہت دیندار، تہجد گزار، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مستحقین کی بلا امتیاز مدد کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی باقاعدگی کے ساتھ کرتی تھیں۔

مکرم عبدالشکور صاحب

مکرم عبدالشکور صاحب ابن مکرم حکیم عبدالصمد صاحب آف حیدرآباد دکن، انڈیا مورخہ 10 جنوری 2013ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت اور نظام جماعت سے عشق و پیار کا تعلق تھا۔ جماعتی عہدیداران کے ساتھ بہت احترام سے پیش آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

سیمینار روزنامہ الفضل

(زیر اہتمام جماعت احمدیہ ملتان)

۞ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ضلع ملتان کو روزنامہ الفضل کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں ایک سیمینار مورخہ 14۔ اکتوبر 2012ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم میجر (ر) محمود احمد صاحب امیر ضلع ملتان نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نصیر احمد رعنا صاحب سیکرٹری اشاعت ضلع ملتان نے الفضل کے متعلق ایک مقالہ پیش کیا۔ پھر مکرم محمد رئیس طاہر صاحب مربی سلسلہ نے الفضل کی تربیتی خدمات اور اہمیت کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد محترم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب مینیجر روزنامہ الفضل نے الفضل کی تاریخ اور جائزہ ضلع ملتان پیش کیا۔ آخر پر محترم امیر صاحب ضلع نے اشاعت بڑھانے کی تحریک کرتے ہوئے اختتامی کلمات کہے۔ اس سیمینار میں ضلعی جماعتوں کے عہدیداران، صدران جماعت اور مربیان نے شرکت کی۔ کل حاضری 151 تھی۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے۔

تصحیح

۞ روزنامہ الفضل 7 مارچ 2013ء کے صفحہ 6 کالم نمبر 2 پر مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کے دادا مکرم ڈاکٹر نور احمد صاحب کی تاریخ وفات غلط شائع ہوگئی ہے۔ درست تاریخ وفات 9 ستمبر 1951ء ہے۔ احباب درستی کرلیں۔

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے
احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد
صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ :041-2614838
شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ :041-8549093
ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن
بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

ایم ٹی اے کے پروگرام

20 مارچ 2013ء

12:30 am	عربی سروس
1:30 am	ان سائیٹ
2:00 am	پریس پوائنٹ
3:00 am	آئل پینٹنگ
3:30 am	سیرت النبیؐ
4:00 am	مجلس سوال و جواب
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت، درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:30 am	جلسہ سالانہ سپین 2010ء
7:30 am	پریس پوائنٹ
8:30 am	فرنچ پروگرام
9:10 am	سیرت النبیؐ
9:40 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت، درس
11:30 am	الترتیل
12:05 pm	جلسہ سالانہ سپین 2010ء
1:05 pm	ریئل ٹاک
2:00 pm	مجلس سوال و جواب
3:25 pm	انڈونیشین سروس
4:25 pm	سواحیلی سروس
5:30 pm	تلاوت و درس
6:00 pm	الترتیل
6:30 pm	خطبہ جمعہ 8 جون 2007ء
7:30 pm	بنگالی سروس
8:35 pm	فقہی مسائل
9:00 pm	کڈز ٹائم
9:30 pm	فیتھ میٹرز
10:30 pm	میدان عمل کی کہانی
11:00 pm	الترتیل
11:35 pm	عالمی خبریں
11:55 pm	جلسہ سالانہ سپین 2010ء

21 مارچ 2013ء

12:55 am	ریئل ٹاک
1:55 am	فقہی مسائل
2:20 am	کڈز ٹائم
2:50 am	میدان عمل کی کہانی
3:20 am	خطبہ جمعہ
4:20 am	انتخاب سخن
5:30 am	عالمی خبریں
5:35 am	تلاوت
5:55 am	الترتیل
6:30 am	جلسہ سالانہ سپین 2010ء
7:30 am	فقہی مسائل
7:55 am	مشاعرہ
8:55 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت، درس
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
1:05 pm	سچائی کا نور
2:05 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:10 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	پشتو سروس
5:00 pm	تلاوت
5:15 pm	یسرنا القرآن
5:45 pm	سچائی کا نور
6:45 pm	خطبہ جمعہ 15 مارچ 2013ء
7:50 pm	کسر صلیب
8:30 pm	آئینہ
9:00 pm	فارسی پروگرام
9:30 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:00 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

نماز جنازہ

مکرم اسجد جاوید صاحب دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی بڑی بھابی محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ زوجہ مکرم خالد جاوید صاحب آف جرمنی مورخہ 5 مارچ 2013ء کو جرمنی میں وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 9 مارچ 2013ء کو بیت مبارک ربوہ میں نماز ظہر کے بعد ادا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

خبریں

اسپرین کے استعمال سے نظر کمزور ہوسکتی ہے

ایک نئی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہر ہفتے ایک اسپرین کھانا پٹھوں اور نظر کی کمزوری کا باعث بن سکتا ہے۔ یونیورسٹی آف سڈنی کے سائنسدانوں کے مطابق دنیا بھر میں ایک سال کے دوران ایک ارب اسپرین کی گولیاں استعمال کی جاتی ہیں اور ہفتے میں صرف ایک بار اسپرین کھانا 40 سال کی عمر کے بعد بصری طاقت پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔ تحقیق میں 45 سال کی عمر کے 2 ہزار 389 افراد کو شامل کیا گیا جس میں 257 افراد میں پٹھوں کی شکست و ریخت شروع ہوگئی ہے۔ (روزنامہ دنیا 25 جنوری 2013ء)

شہتوت کئی بیماریوں کا علاج ہے

شہتوت ایک معروف اور عام پھل ہے جسے بچے بڑے سب ہی شوق سے کھاتے ہیں۔ سیاہ رنگ کے شہتوت کی بے دانہ قسم اعلیٰ تصور کی جاتی ہے، یہ رس سے لبریز اور شیریں ہوتا ہے جسے کھانے سے طبیعت پر سکون ہوتی ہے۔ شہتوت اپنے منفرد ذائقے کی وجہ سے تو مشہور ہے ہی تاہم اس میں کئی بیماریوں کا علاج بھی موجود ہے۔ یہ پھل بے چینی، گھبراہٹ، چڑچڑا پن اور غصہ دور کر کے شفاف خون، جگر اور تلی کو تقویت پہنچاتا ہے۔ اس میں پانی گوشت بنانے والے اجزاء، نشاستہ اور شکر ہوتی ہے جبکہ اس کے کیمیائی اجزاء میں تانبا، آئیوڈین پوٹاشیم، کیلیشیم، فولاد، فاسفورس اور روغنیات شامل ہیں۔ شہتوت میں وٹامن اے، بی اور ڈی کی وافر مقدار پائی جاتی ہیں۔

(روزنامہ دنیا 12 فروری 2013ء)

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع و غروب 9۔ مارچ

طلوع فجر	5:00
طلوع آفتاب	6:25
زوال آفتاب	12:19
غروب آفتاب	6:14

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PH:047-6212434

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد / طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

خوشخبری عنقریب شاندار افتتاح
گل احمد، الکرم، لان، چکن، ڈیزائنز سوٹس
نیز مردانہ ورائٹی بھی دستیاب ہے
انصاف کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شو روم: 047-6213961

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ فون دکان 6212837
Mob:03007700369

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

FR-10

W.B
Waqar Brothers Engineering Works
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238